مسلمانوں کے لیے نیم دلانہ آزادی

سوویت یونین سے آنے والی یہ اطلاعات بڑی خوشنما معلوم ہوتی ہیں کہ گلاس ناسٹ اور پراسٹرائیکا اچھی طرح کام کر رہے ہیں۔ دنیا کو دی جانے والی یہ خبر بہت خوش آئند محسوس ہوتی ہے کہ کمیونزم کے رخصت ہوجانے کے بعد اب تمام مذہبی گروپوں کے ساتھ مساوی سلوک کیا جارہا ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے وہ قدرے زیادہ خوش قسمت ہیں۔ انہیں اپنی زیادہ تر مسجدیں واپس مل گئیں ہیں۔ وہ جو کئی صدیوں سے بند چلی آرہی تھی، پراودا (7 اکتوبر 1990) کی رپورٹ کے مطابق اس وقت سوویت یونین میں 751 مساجد کھلی ہوئی ہیں اور اس تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن سوویت یونین میں چھ کروڑ مسلم آبادی کو پیش نظر رکھا جائے تو مسجدوں میں اضافے کی یہ رفتار کافی سست نظر آتی ہے۔

یہ اطلاع بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ 1989ء سے بخارا اور تاشقند میں موجود دو مدرسوں کے علاوہ جلد ہی نئے اسلامی تعلیمی ادارے قائم کیے جارہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ میر عرب مدرسے اور تاشقند اسلامی انسٹیٹیوٹ کے بجٹ میں اضافہ کیا جائے گا۔ ماضی کے برعکس طلبہ کی تعداد مدرسے میں 2 سو جبکہ انسٹیٹیوٹ میں ایک سو تک ہوگی۔ مذہبی امور کے ازبک کمیشن نے انسٹیٹیوٹ اور مدرسے کے لیے ہوسٹل اور تعلیمی عمارات و متعلقات تعمیر کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

مسلمان مسجد جانے والے مسلمانوں کو ہراساں کرنے کا ذمہ دار کمیونسٹ پارٹی کی فاشسٹ پالیسی کو قرار دیتے ہیں۔ اور اس بات کی زیادہ توقع رکھتے ہیں کہ اب ان کی جامد صورت حال میں برق رفتار تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ (پراودا اووسٹوکا ستمبر 1990) اپنی کامیابیوں کے باوجود، مسلمان حکمران کمیونسٹ پارٹی کی موجود پالیسی سے بھی مایوس ہیں۔ مثال کے طور پر پراودا اووسٹوکا (14 نومبر 1990) سی پی ایس یو اور ازبک کمیونسٹ پارٹی کے دستور العمل کے خلاف شکایت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اس میں مذہب کے بارے میں پالیسی کو واضح طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس میں صرف قومیت پر اعتراضات کی بوچھاڑ کی گئی ہے۔ یہ دستور العمل قومی روایات، تاریخی اور ثقافتی ورثے اور زبانوں کے احترام کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن مذہب کی پوزیشن کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں لکھتا۔ جب تک کمیونسٹ پارٹی موجود ہے کسی اہل ایمان کے لیے اس کی ممبر

شپ متنازع رہے گی۔ چنانچہ مسلمانوں کے لیے کثیر الجماعتی نظام کی آزادی دہشتناک واقعہ بن کر رہ گئی ہے۔ اس آزادی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں نے اسلامی احیا پارٹی کے قیام کا اعلان کر دیا (اشتراکی دنیا کے مسلمان مارچ - اپریل 1991) لیکن اسے شروع ہی سے حکام کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، تاجک پارلیمنٹ نے یہ بہانہ بنا کر کہ اس کا پروگرام تاجک آئین کے منافی ہے، اسے غیر قانونی قرار دے دیا۔ (پراوداووسٹوکا 16 اکتوبر 1990)

پارٹی کا افتتاحی اجلاس تاجکستان کے دارالحکومت دوشنبہ کے مقامات میں گذشتہ سال 19 اکتوبر کو منعقد ہوا، تاجک سپریم سوویت کی قانون ساز کمیٹی کے چیئرمین خوید اللہ ووف نے پارٹی پر الزام لگایا کہ وہ مختلف نسلوں کے تعلقات کو بگاڑ رہی ہے پارٹی کے بعض ارکان عثمانوف، تواروف اور حمادوف، کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی اور ان پر بھاری جرمانہ عائد کیا گیا اسی طرح پارٹی کو منظم کرنے والے دوسرے لوگوں کی سختی سے سرزنش کی گئی۔

اگرچہ تاجک قاضی، اکبر ترادز نوف سمیت سرکاری علماء نے واضح وجوہ کی بنا پر اسلامی پارٹی کی مذمت کی ہے۔ تاہم پارٹی کو مسلم عوام، خصوصاً نوجوانوں کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ انہوں نے پارٹی ممبروں پر لگائے جانے والے الزامات کے خلاف عدالت کے باہر مظاہرہ کیا۔ ضمر اور مذہبی تنظیموں سے متعلق یکم اکتوبر 1990ء کو منظور کیے جانے والے روسی قانون کی دفعہ 5 کے تحت مذہبی تنظیموں پر یہ قطعی طور پر پابندی عائد کی گئی ہے کہ وہ نہ تو کسی سیاسی پارٹی میں حصّہ لے سکتی ہیں اور نہ انہیں کسی قسم کی مالی امداد پیش کر سکتی ہیں۔ البتہ علماء انفرادی طور پر ملک کی سیاسی زندگی میں حصّہ لے سکتے ہیں۔

علاقائی مسئلہ

قازقستان : سوویٹ یونین کی گندگی کا ڈھیر

سوویت یونین کی تقریباً تمام جمہوریتوں میں آج کا سب سے بڑا موضوع ماسکو سے علیحدگی ہے۔ تیرہ جمہوریتیں اپنی خودمختاری کا اعلان پہلے ہی کر چکی ہیں تاہم وسطی ایشیائی جمہوریتوں میں قومی تحریکیں سست روری سے اپنی صورت تشکیل دے رہی ہیں۔ جہاں بالٹک جمہوریائیں کریملن کے ساتھ اپنی آزادی کے لیے بات چیت میں مصروف ہیں۔ قازقستان میں توجہ نسلی بےچینی کی بجائے زیادہ تر ماحولیاتی تباہ کاریوں پر مرکوز ہے۔ گورباچوف کے سیاسی